جناب ڈاکٹر تنزیل الرحمٰن صاحب
چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل

حق شفعہ
— اور —
اسلام

وفاقی مجلس شوریٰ کے حالیہ اجلاس میں قانون شفعہ کا مسودہ زیر بحث رہا۔ اب حتمی رائے کے لئے یہ ایوان کی ایک بارہ رکنی کمیٹی کے زیر غور ہے جس میں یہ ناچیز بھی شامل ہے۔ دوران شفعہ کے متعلق کئی ایسی آراء اور خیالات سامنے آئے جو اس اہم فقہی موضوع سے لاعلمی یا غلط فہمیوں پر مبنی کہے جا سکتے ہیں۔ پیش نظر مضمون میں اسلامی نظریاتی کونسل کے فاضل چیئرمین جناب جسٹس تنزیل الرحمٰن صاحب نے عالمانہ انداز میں اس مسئلہ کو سمجھانے کی سعی کی ہے جسے افادۂ عام کے لئے عموماً اور اراکین وفاقی کونسل کے لئے خصوصاً شائع کیا جارہا ہے۔ "س"

انسانی فطرت دنیاوی زندگی میں استحکام اور امن وسلامتی کی خواہش مند ہے۔ مادی سہولتوں کا حصول اس استحکام کا ایک معروف ذریعہ ہے۔ اس میں جائداد کی طلب بھی داخل ہے۔ ہر انسان چاہتا ہے کہ وہ جائداد کا بلاشرکت غیرے مالک ہو۔ وہ کسی کی مداخلت پسند نہیں کرتا۔ چنانچہ عام طور پر یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ اگر کسی جائداد میں کئی شریک ہوتے ہیں تو جب تک باہم اتفاق واتحاد اور اخوت ودوستی رہتی ہے تو ہر شریک اپنے حصے وجائداد سے مستفید ہوتا رہتا ہے۔ لیکن جب ان میں تنہا حصول استفادہ کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے تو آپس میں رنجش اور اختلافات پیدا ہو جاتے ہیں۔ ہر شریک دوسرے کو محروم کرنے کی کوشش کرتا ہے اور یہ صورت اس وقت زیادہ پریشان کن ہوتی ہے جب کہ کوئی شریک اپنا حصہ کسی غیر شخص کے ہاتھ فروخت کرنا چاہتا ہے۔

شفعہ — ایک تمدنی ضرورت

اسلام انسانی تمدنی زندگی کو امن وعافیت سے ہمکنار دیکھنا چاہتا ہے

اور یہ اس وقت ممکن ہے جب کہ اجتماعی زندگی میں باہمی دانست پیدا کر کے ایسے اصول وضع کئے جائیں جن سے انفرادی حیثیت ترقی پذیر اجتماعیت میں عملاً اس طرح تحلیل ہو جاتے کہ ہر فرد رضا کارانہ طور پر ایک دوسرے سے اس طرح مانوس ہو جاتے کہ باہمی زندگی میں تلخی کا شائبہ تک نہ ہو۔ اور انسان بہ حیثیت مجموعی پر امن زندگی بسر کر سکے۔ اس کے لئے ہمسائیگی تمدن کی پہلی سیڑھی ہے جس کے پائیدار تحفظ کے لئے اسلام بہت سے اصول وضوابط رکھتا ہے۔ انہی میں ایک اہم اصول اور ضابطہ "حق شفعہ" ہے۔ جس کی بنیاد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد احادیث پر قائم ہے۔ کہ اگر کسی ہمسایہ کا رہائشی مکان یا منفعت بخش زمین یا جائیداد غیر منقولہ فروخت ہو تو شریک جائیداد، شریک فی الحقوق اور ہمسایہ کو یہ حق عطا جائے کہ وہ علی الترتیب اس شے کو مشتری سے جبراً (نہ کہ برضائے معاہدہ) فروخت شدہ قیمت پر حاصل کر سکیں۔

جواز شفعہ اور احادیث | شفعہ کے جواز کے سلسلے میں جو احادیث رسول اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آثار صحابہؓ سے مروی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:۔

۱۔ عن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجار احق بشفعہ جارہ ینتظر بہا ان کان غائباً اذا کان طریقہا واحداً (ابوداؤد، مسند احمد ترمذی، ابن ماجہ، دارمی)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلعم) نے فرمایا
پڑوسی اپنے شفعہ کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔ اگر وہ غائب (غیر موجود) ہو تو شفعہ کے لئے اس کا انتظار کیا جائے۔ مگر یہ شفعہ اس وقت ہو گا جب کہ دونوں ہمسایوں کا راستہ ایک ہو۔

۲۔ عن جابر قضی النبی صلی اللہ علیہ وسلم بالشفعۃ فی کلّ مالم یقسم فاذا وقعت الحدود وصرفت الطرق فلا شفعہ (بخاری)

حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلعم) نے شفعہ کا ہر اس چیز میں حکم کیا جو ہنوز تقسیم نہ کی گئی ہو اور شرکت باقی ہو۔ لیکن جب اس کی حدود متعین اور راستے علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تو اب (بربنائے شراکت) شفعہ نہیں رہا۔

۳۔ عن جابر قال قضی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بالشفعہ فی کل شرکۃ لم تقسم ربعۃ او حائطاً لایحل لہ ان یبیع حتی یوذن شریکہ فان شاء اخذ وان شاء ترک فان باعہ ولم یوذنہ فھو احق بہ (مسلم)

حضرت جابرؓ سے مروی ہے کہ رسول اکرم (صلعم) نے ہر مشترک چیز میں شفعہ کا حکم دیا ہے جب تک اس کی تقسیم نہ ہوئی ہو۔ خواہ وہ مشترکہ چیز مکان ہو۔ یا باغ۔ مالک کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے شریک کو اطلاع دئے بغیر

اسے بیچ ڈالے (بلکہ اسے اطلاع دینی ضروری ہے) پھر شریک کو اختیار ہے کہ اسے لے یا چھوڑ دے لیکن جب مالک اس مکان یا باغ (یا زمین) کو بیچ ڈالے اور شریک کو اطلاع نہ دے تو شریک اس چیز (مکان، باغ یا زمین) کا زیادہ مستحق ہوگا۔

۴- عن ابی رافع قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الجار احق بسقبہ

ابو رافع سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

ہمسایہ اپنے قرب و اتصال کے سبب شفعہ کا زیادہ استحقاق رکھتا ہے۔

احادیث مندرجہ بالا (۱) و (۲) کے مجموعی مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ شفعہ شریک اور ہمسایہ دونوں کے لئے ثابت ہے اور حدیث نمبر ۳ میں شے کی تخصیص مکان و باغ (زمین) سے کرنے سے یہ امر بھی ثابت شدہ ہے کہ شفعہ صرف غیر منقولہ اشیاء میں ہے۔ حدیث نمبر ۴ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر جائیداد مشترک ہو تو شریک جائیداد کو اپنے حصے کی فروخت کی قبل از وقت اطلاع دوسرے شرکا کو دینے کی ہدایت ہے۔

شریک جائیداد کا حق شفعہ

اسلامی قانون شفعہ باہمی امن و سکون کی خاطر اس شریک کو جو اپنا حصہ فروخت کرنا چاہتا ہے مجبور کرتا ہے کہ وہ اپنا حصہ غیر شخص کو فروخت کرنے کے بجائے اپنے شریک کے ہاتھ فروخت کرے اگر وہ شریک نہ خریدنا چاہے تو اسے اختیار ہے۔ ورنہ اگر ایک شریک جائیداد نے اپنا حصہ کسی غیر شخص کے ہاتھ فروخت کر دیا تو دوسرے شریک کو حق حاصل ہوگا کہ وہ اس خریدار سے اسی قیمت پر "بحق شفعہ" اس حصہ جائیداد کو حاصل کرے۔ تاکہ جائیداد تقسیم کے خطرے سے دوچار ہو کر نت نئے جائیدادی تنازعے کھڑے نہ ہوں۔

حق شفعہ کا اصول اور استحسان

جس اصول پر حق مبنی ہے وہ یہ ہے کہ جائیداد غیر منقسمہ کا ہر شریک جائیداد کے ہر فرد (UNIT) میں شریک ہے۔ جو شریک اپنا حصہ فروخت کرتا ہے وہ دوسرے شرکا کے حصص کے استفادے میں دخل دیتا ہے جس کی اجازت اس کو بغیر ان کی رضامندی کے نہیں دی جا سکتی۔ یہ نظریہ اصول استحسان (قیاس خفی) پر قائم ہے۔ یہی پابندی دیہی اراضی میں حق گزر آب و سیرابی وغیرہ سے متعلق ہوتی ہے جو زرعی پیداوار کی افزونی اور بالآخر ملکی معیشت کے استحکام کے نقطۂ نظر سے بھی خاص اہمیت کی حامل ہے۔

حق شفعہ اور شراکت فی الحقوق اور ہمسائیگی

اسلامی قانون شفعہ، علاوہ شرکت فی البیع کے حقوق کی شرکت کی بنیاد پر بھی جائیداد کے حصول کا حق عطا کرتا ہے۔ مزید برآں جائیدادی تعلق سے ایک اہم مسئلہ ہمسائیگی کا پیدا ہوتا ہے۔ یقینی طور پر ہر شخص ایسے ہمسائے کو پسند کرتا ہے جو عادات اور رہن سہن میں اس جیسا ہو۔ اسلامی قانون شفعہ معاشرتی امن و سکون کے نیک مقصد کے حصول کے لئے ایک شخص کو یہ حق دیتا ہے کہ اس کی ہمسائیگی میں اگر کوئی جائیداد فروخت ہو رہی ہے تو وہ بحق شفعہ اسے حاصل کر سکے۔ شفعہ کی دو قسمیں ہیں۔

ایک یہ کہ آدمی اجنبی شخص کی ہمسائیگی سے تکلیف نہ پائے۔ اس لئے ناپسندیدہ اجنبیوں کو اس کے پڑوس میں داخل ہونے سے روکا جائے۔ اور دوسری حکمت یہ ہے کہ جائیداد کو تقسیم کی ضرر سے محفوظ رکھا جائے۔

شریعت اسلامی کا امتیاز | بنیادی طور پر حق شفعہ اراضیات کے اتصال پر مبنی ہے خواہ یہ اتصال حقیقی ہو یا تمیکی یا کسی حق مخلوط کے سبب ہو۔ چنانچہ شرکت ملکیت۔ شرکت حقوق اور ہمسائیگی اسلامی قانون شفعہ کی تین بنیادیں ہیں۔ جن پر حق شفعہ کی عمارت کھڑی ہے۔ اور یہ امتیاز صرف شریعت اسلامی کو حاصل ہے کہ دنیا کی تاریخ قانون میں سب سے پہلے شریعت اسلامی ہی اس حق کو قانونی حیثیت و وقعت دی گئی۔ اور اس حق کی حفاظت کے لئے تفصیلی احکام اور قواعد و ضوابط مدون کئے گئے۔

کیا حق شفعہ مفاد عامہ کے منافی ہے؟ | جدید تہذیبی دنیا کے بعض ماہرین قانون کا یہ خیال ہے کہ یہ ایک کمزور قسم کا حق ہے اور خاص نوعیت کا حامل ہے۔ اس کا استعمال مفاد عامہ کے منافی ہے (۱۱ کلکتہ صد ۷) کیونکہ یہ مالک جائیداد کے اس حق میں دخل اندازی کرتا ہے کہ وہ اپنی جائیداد اپنے بہترین مفاد کے مطابق فروخت کرے۔ (۹۱ پنجاب ریکارڈ ۱۹۰۸ء) بالفاظ دیگر قانون شفعہ انسان کے اس حق سے متصادم و مزاحم ہوتا ہے جو اسے جائیداد رکھنے اور فروخت کرنے کے سلسلے میں حاصل ہوتا ہے۔ جدید ماہرین قانون حق شفعہ کو سوسائٹی کی معاشرتی ترقی کے منافی قرار دیتے ہیں۔ حالاں کہ ایسا نہیں ہے۔ حق شفعہ مالک جائیداد کے عام حق ملکیت کے ہرگز منافی نہیں ہے۔ اسلامی قانون شفعہ مالک جائیداد کے حق انتقال پر فی نفسہ پابندی عائد نہیں کرتا۔ بلکہ فقہا اسلام کے نزدیک حق شفعہ پیدا ہی اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ اپنی جائیداد کسی دوسرے کے حق میں قطعی طور پر منتقل کر دے اور وہ معاہدہ بیع اس مالک (بائع) اور مشتری (خریدار) کے حق میں ناقابل فسخ ہو۔ البتہ یہ صحیح ہے کہ مشتری کا حق خریداری اور جائداد مشفوعہ کو بذریعہ خریداری اپنی ملکیت میں قائم و برقرار رکھنے کا حق ایک حد تک حق شفعہ کے ذریعے ضرور متاثر ہوتا ہے۔ اور اسے بالآخر شفیع کے حق میں جائیداد مبیعہ سے دست بردار ہونا پڑتا ہے۔ لیکن اس امر کو جائیداد رکھنے کے حق کے منافی قرار دینا درست نہیں دیا جا سکتا۔ کیونکہ سوسائٹی کی تشکیل میں بنیادی عنصر باہمی امن و سلامتی ہے۔ ایک متمدن معاشرہ میں باہم ایک دوسرے پر یہ معاشرتی ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ہر ایک شخص معاشرتی سکون کے اصول میں اپنا قرار واقعی حصہ ادا کرے نہ کہ وہ اپنے کسی فعل سے دوسرے شخص کی آسائش اور استفادہ جائیداد کی آزادی میں مخل اور مضرت رساں ہو۔ آزادی کے معنی ہرگز یہ نہیں ہیں کہ ہر شخص کو اختیار ہے کہ وہ جو جی چاہے کرے یا جو اس کے خیال میں جائز و درست معلوم ہو، کر گزرے۔ فرد کی آزادی سے فقہا نے ہمیشہ محدود آزادی مراد لی ہے۔ اور انسانی سوسائٹی کی ترقی و بقا اور فلاح کے لئے انسان کو کچھ قیود و شرائط کا پابند قرار دیا ہے۔ اگرچہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنے افعال میں آزاد ہو۔ لیکن ساتھ ہی اس پر یہ فرض عائد کیا گیا

ہے کہ وہ اپنے افعال سے دوسرے کی آزادی میں مخل نہ ہو۔ اور نہ دوسرے کو مضرت پہنچانے کا سبب بنے۔ اس اصول کو ہماری عدالتوں نے مناسب پابندیوں (REASONABLE RESTICTIONS) کے عنوان سے اپنی بحثوں کا موضوع بنایا ہے جن کو انتناعی نظر بندی کے قوانین یا دستوری قانون میں بنیادی حقوق کی بحثوں کے تحت عدالتی فیصلہ جات میں دیکھا جا سکتا ہے۔

مزید برآں قوانین تجارت کے تحت باہمی لین دین میں بذریعہ معاہدہ اس امر کو جائز اور درست تسلیم کیا گیا ہے کہ ایک بائع اپنے مشتری پر مناسب پابندیاں عائد کر دے جس کے تحت وہ اگر اس بیعہ کو فروخت کرنا چاہے تو پہلے بائع کو پیش کش کرے۔ جدید قوانین سے ایسی بیشتر مثالیں پیش کی جا سکتی ہیں جن میں انسان کی معاشرتی زندگی کے میدان میں بہت سی پابندیاں عائد کر دی گئی ہیں جن میں تحدید کرایہ داری (RENT RESTRICTION) حصول جائیداد (ACQUISITION OF PROPERTY) اور انضباط اجارہ داری (MONOPOLY-CONTROL) کے قوانین بیّن مثالیں ہیں۔ لہذا قانون شفعہ پر اس اعتراض کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ بلکہ اگر بنظر غائر دیکھا جائے تو جو فوائد اور اچھے اثرات قانون شفعہ سے معاشرے پر مرتب ہوتے ہیں ان کے پیش نظر اس قانون کی ضرورت اور افادیت بڑھ جاتی ہے۔ کسی معاشرے کی مہذب اور ترقی یافتہ ہونے کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے افراد کے ضعیف سے ضعیف حق کی بھی ہر ممکن حد تک پاسبانی اور حفاظت کرے۔ اسلامی قانون اس ضمن میں سب سے آگے ہے حتیٰ کہ حق شفعہ کو جو جائیداد کے تعلق سے بلاشبہ ایک ضعیف حق ہے قرار واقعی تحفظ بخشتا ہے۔ اور اس کی ذریت کو محدود طور پر ہی سہی۔ معاشرے میں باہمی امن و امان کی فضا کو برقرار رکھنا چاہتا ہے۔ البتہ وہ اس ضعیف حق کی مصلحت عامہ کے تحت حسب ضرورت پاسداری کرتے ہوئے شفیع کو سختی کے ساتھ ان شرائط کی تکمیل پر آمادہ دیکھنا چاہتا ہے جو حق شفعہ کے ثبوت کے لئے لازم قرار دی گئی ہے۔ مثلاً حق شفعہ کے اثبات کے لئے طلب مواثبت اور طلب اشہاد کی سختی کے ساتھ تعمیل پر زور دیتا ہے چنانچہ یہ حق صرف اسی وقت نافذ کیا جاتا ہے جب کہ صحیح طور پر اس کا وجود تمام متعلقہ شرائط کے ساتھ ثابت ہو جائے۔ حق شفعہ کے ثبوت کے لئے جو قیود احکام شرع میں معین ہیں ثابت نہ ہوں تو دعویٰ خارج ہو جاتا ہے۔

شفیع کی تعریف شفیع وہ شخص ہے جو جائیداد زیر بیع سے تعلق رکھتا ہے۔ ایسا شخص یا تو جائیداد غیر منقسم کے شریک مالک کی حیثیت سے اپنے اس تعلق کا اظہار کرتا ہے یا شریک فی الحقوق یا ہمسائے کی حیثیت سے شفعہ کا مطالبہ کرتا ہے۔ شرکت بطور ملکیت کی بنیاد کے تمام اسلامی مکاتب فقہ میں مسلّم طور پر تسلیم کی گئی ہے۔ لیکن حنفی فقہا اس میں ان لوگوں کو بھی شامل کرتے ہیں جو بائع کی مشارکت میں خاص خاص حقوق آسائش کو

کام میں لانے کے مجاز ہیں۔ مثلاً حق راہ یا حق آب۔ نیز وہ ان پڑوسیوں کو بھی شفیع میں داخل کرتے ہیں جن کی جائیداد سے ملحق و متصل واقع ہے۔ یہ ہر سہ لوگ شفیع کہلاتے ہیں اور انہیں یہ حق حاصل ہوتا ہے کہ وہ بائع کو مجبور کریں کہ وہ جائیداد کو بجائے ایک غیر شخص یا کسی ایسے شخص کے ہاتھ فروخت کرنے کے جس کو کوئی ایسا تعلق حاصل نہ ہو ان کے ہاتھ فروخت کرے۔

کس جائیداد میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے؟ شفعہ کی بنیادی شرط یہ ہے کہ بیع عقار ہو۔ یعنی جس جائیداد کی فروخت عمل میں آئی ہو وہ غیر منقولہ ہو۔ جیسے زمین۔ کنواں۔ پن چکی۔ مکان وغیرہ۔ نیز یہ کہ ہر عقار (غیر منقولہ) میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے۔ خواہ عقار قابلِ تقسیم ہو یا ناقابلِ تقسیم۔ جیسے حمام، پن چکی یا خاص راستہ۔ یہ نقطہ نظر احناف کا ہے۔ امام شافعی کے نزدیک عقار ناقابل تقسیم میں حق شفعہ نہیں ہے۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ قابلِ تقسیم نہ ہونے کے سبب عقار مضرت سے محفوظ ہے۔ لیکن احناف کی دلیل یہ ہے کہ دوسرے شریک یا ناپسندیدہ ہمسائے کے سبب جو مضرت پہنچے گی وہ قابلِ لحاظ اور موجبِ شفعہ ہے۔

حق شفعہ صرف غیر منقولہ جائیداد میں ہوتا ہے شفعہ کے غیر منقولہ جائیداد سے متعلق ہونے میں ائمہ احناف شوافع اور حنابلہ متفق ہیں۔ گو امام مالک کے نزدیک بعض مخصوص منقولہ اشیاء میں بھی شریک کو شفعہ کا حق حاصل ہوتا ہے۔ شیعہ حضرات بھی منقولہ اشیاء میں حق شفعہ کے قائل نظر آتے ہیں۔ اگرچہ یہ قول صاحب شرائع الاسلام کے بموجب ضعیف ہے۔ قوی قول کے بموجب یہ حضرات بھی فقہا احناف سے متفق ہیں کہ شفعہ کا حق صرف غیر منقولہ جائیداد پر ہوتا ہے۔ صرف عمارت یا درخت "بلا زمین" عقار کی تعریف میں نہیں آتے۔ اس لئے اگر صرف عمارت یا درخت فروخت کئے جائیں تو بالعموم حق شفعہ ان سے متعلق نہیں ہوتا۔ لیکن اگر عمارت اور درخت مع زمین یا صرف زمین فروخت کی جائے تو حق شفع حاصل ہوگا۔ صرف عمارتی ملبہ میں شفعہ نہیں ہے۔ گو کہ وہ اس وقت زمین سے ملحق ہے۔ لیکن قابل علیحدگی ہونے کے سبب منقولہ کے حکم میں ہے۔ یہی صورت درختوں کی یا درختوں میں لگے ہوئے پھلوں کی ہے۔ البتہ اس قاعدہ کلیہ میں صرف ایک استثنا ہے وہ یہ ہے کہ عمارت کی ایک سے زائد منزل ہونے کی صورت میں ہر ایک منزل میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے۔ چنانچہ اگر کوئی عمارت سہ منزلہ ہے اور ہر منزل کا راستہ نچلی منزل میں ہے تو اوپر کی ہر دو منزل کے مالک زیریں منزل میں برابر کے شفیع ہوں گے۔ کیونکہ ہر دو "شریک فی الطریق" ہیں۔ اور اگر اوپر کی منزلوں کا راستہ کسی کوچہ عام میں ہے تو اگر نچلی منزل کی بیع ہوئی تو درمیانی منزل کا مالک اپنے بالائی منزل کے مالک سے مقدم ہوگا۔ اس کے ترک شفعہ کے بعد بالائی منزل کے مالک کو حاصل ہوگا۔ اور اگر درمیانی منزل فروخت ہوئی تو بالائی اور نچلی منزل کے ہر دو مالکان کو برابر کا حق حاصل ہوگا۔ اسی طرح غیر منقولہ کے تابع ہونے کی صورت میں منقولہ میں (غیر منقولہ کے ساتھ) شفعہ حاصل ہوگا۔ مثلاً اراضی کے ساتھ اس پر لگے ہوئے درختوں میں شفعہ حاصل

ہبہ وصیت ومیراث میں حاصل شدہ جائیداد میں حق شفعہ | ہبہ، وصیت اور میراث کے عوض حاصل شدہ جائیداد میں حق شفعہ بالاتفاق ثابت نہیں۔ البتہ ہبہ بالعوض یا بشرط عوض میں حق شفعہ ثابت ہو گا۔ کیونکہ ایسا ہبہ بیع کے حکم میں ہوتا ہے۔

جائیداد موقوفہ میں حق شفعہ | یہ اصول مسلمہ ہے کہ جائیداد وقف میں شفعہ نہیں ہے۔ اور نہ وقف کے واسطے شفعہ ہے۔ اور نہ وقف کے جوار (پڑوس ہمسائیگی) میں شفعہ ہے۔ چنانچہ اگر کسی شخص کا گھر وقف زمین پر ہو تو اس کے واسطے شفعہ نہیں۔ اور اگر وہ شخص اپنی عمارت فروخت کرے تو اس عمارت میں بھی شفعہ نہیں ہے۔ وقف میں اس واسطے شفعہ نہیں کہ موقوف کی بیع جائز نہیں۔ لیکن اگر شرعاً کسی جائیداد موقوفہ کی بیع کسی وقت جائز قرار دے دی گئی ہو اور وہ بیع کی جائے تو اس کے جوار کے ہمسایہ کو اس کا خریدنا بحق شفعہ درست ہے۔

فمفاده ان مالا يملك من الوقف بحال فلا شفعة فيه وما يملك بحال ففيه الشفعة واما اذا بيع بجواره اذ كان بعض المبيع ملكاً وبعضه وقفا وبيع الملك فلا شفعة للوقف

الدر المختار برحاشیہ رد المختار۔ جلد ۵ صہ ۱۹۵

اصول یہ ہے کہ جو وقف کسی حال میں مملوک نہ ہو سکتا ہو اس میں شفعہ نہیں اور جو وقف کسی حالت میں مملوک ہو سکتا ہو اس میں شفعہ ہے

معاملات، جن میں حق شفعہ حاصل ہوتا ہے | شفعہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ "عقد معاوضہ" ہو یعنی معاملہ دل بدل (CONSIDEATION) کے ساتھ ہو اور مال کا معاوضہ مال ہو جو موجب شفعہ ہو۔ چنانچہ اگر عقد معاوضہ بالمال نہ ہو تو شفعہ پیدا نہ ہو گا۔ ظاہر ہے کہ عقد بلا معاوضہ مال میں جائیداد لینے والا "مشتری" کی تعریف میں داخل نہ ہو گا چنانچہ مہر۔ اجارہ۔ خلع اور قتل عمد کی صلح کے سلسلے میں جائیداد حاصل کرنے کی صورت میں حق شفعہ نہیں ہے۔

انتقال جائیداد بعوض مہر اور حق شفعہ | فتاویٰ قاضی خاں۔ ہدایہ۔ الدر المختار اور فتاویٰ عالمگیری میں صراحتاً مذکور ہے کہ انتقال جائیداد بعوض مہر جس میں شفعہ نہیں۔ اس صورت میں ہے جب کہ زوجہ کا مہر ہی گھر یا اراضی قرار دیا گیا ہو اگر مہر میں کوئی رقم مقرر ہوئی اور بعد میں شوہر اس رقم مہر کے عوض زوجہ کے حق میں مکان منتقل کر دے تو اس میں شفعہ ہو گا۔ کیونکہ یہ صورت تبادلہ، مال بہ مال کی ہے۔ مکان اس رقم کا معاوضہ ہے۔ جو مہر کے سلسلے میں شوہر کے ذمہ واجب الادا تھی (الدر المختار مع رد المختار جلد ۵ صہ ۲۰۶

ہبہ بشرط عوض اور حق شفعہ | ہبہ بشرط عوض میں ہر دو بدل پر قبضہ ہو گیا تو شفعہ واجب ہو گا۔ کیونکہ یہ عقد بالمعاوضہ ہے۔ لیکن شرط معاوضہ کا صراحتہً مذکور ہونا ضروری ہے۔ چنانچہ اگر پہلے الف نے ب کے حق میں بلا کسی معاوضہ یا شرط معاوضہ کے اپنا مکان ہبہ کر دیا۔ بعد میں ب نے الف کے حق میں اپنا کوئی مکان یا اراضی بلا کسی عوض یا شرط عوض

کے ہبہ کردی تو دونوں میں سے کسی جائیداد میں حق شفعہ نہ ہوگا۔ کیونکہ انتقال بلا ذکر عوض ہوا ہے اور فریقین کا یہ فعل محض تبرع واحسان شمار ہوگا۔

صفت شفعہ | شفعہ کی صفت یہ ہے کہ بذریت شفعہ جائیداد کا حاصل کرنا ابتدائی خریداری کے مانند ہے۔ حق شفعہ مکرر خریداری کا حق نہیں بلکہ دراصل مشتری کے بجائے شفیع کو قائم قرار دلانے کا حق ہے۔ اس لئے شفیع ابتداء ہی سے معاہدہ بیع میں مشتری کی جگہ لے گا۔ چنانچہ جو حقوق بلا ذکر مشتری کو حاصل ہوتے ہیں وہ شفیع کو حاصل ہوں گے مثلاً خیار رویت وخیار عیب اور جو امور بذریعہ معاہدہ شرط کئے گئے ہوں وہ سب شفیع کے ذمہ واجب ہوں گے لیکن اصول یہ ہے کہ شفعہ شفیع کی منفعت کے لئے ہے نہ کہ اس کو ضرر دینے کے لئے۔ چنانچہ فریب دہی کے تاوان کے سوائے دیگر امور میں شفعہ سے بیع کے احکام متعلق ہوں گے۔

سبب شفعہ | شفعہ کا بنیادی سبب ملک شفیع کا خریدی ہوئی جائیداد سے متصل ہونا ہے۔ خواہ وہ اتصال شرکت کی بنا پر ہو یا ہمسائیگی کی جہت سے ہو۔ خواہ شرکت ملکیت (زمین) میں ہو خواہ حقوق میں۔ مگر شرط یہ ہے کہ شفیع جس جائیداد کے ذریعہ سے شفعہ لینا چاہتا ہے وہ شفعہ کے وقت اس کی ملک ہو اور حق شفعہ کی ڈگری صادر ہونے تک ملک قائم رہے ورنہ شفعہ ساقط ہوگا۔ مثلاً زید اپنا مکان فروخت کر رہا ہے۔ عمر کا مملوکہ مکان زید کے پڑوس میں ہے اور اس سے متصل ہے تو اس کو حق شفعہ ہوگا کیونکہ حق شفعہ ملکیت جائیداد غیر منقولہ سے پیدا ہوتا ہے اور ایسی جائیداد پر موثر ہوتا ہے جو جائیداد مملوکہ سے ملی ہوئی ہو۔ لیکن اگر عمر عدالت ابتدائی میں مقدمہ ڈگری ہونے سے قبل اپنے اس مکان کو فروخت کردے تو اس کا حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ واضح رہے کہ شفعہ کا اصل سبب "ملک" ہے۔ اس لئے کرایہ یا عاریت پر لی ہوئی جائیدادوں کے اتصال سے حق شفعہ پیدا نہیں ہوتا۔ (ردالمختار جلد ۵ ص ۱۹۴۔ بدائع الصنائع جلد ۵ ص ۱۴)

شرکت کے سبب حق شفعہ ہونے کی وجہ | شرکت کے سبب حق شفعہ کے جواز کی وجہ یہ ہے کہ ایک غیر شخص کا جائیداد میں دخیل ہو جانا موجب فساد اور باعث تکلیف ہو سکتا ہے جس اصول پر یہ حق مبنی ہے وہ یہ ہے کہ جائیداد کا ہر شریک جائیداد کے ہر جز میں شریک ہے لہذا جو شریک اپنا حصہ فروخت کرتا ہے وہ دوسرے شرکاء کے حصص کے استفادے میں دخل دیتا ہے جس کی اجازت بغیر ان کی رضامندی کے نہیں دی جا سکتی۔ حنفیوں کا اس حق میں جار ملاصق (ملحق پڑوسی) کو شامل کر لینا حکم شریعت کی مصلحت کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان لوگوں کے ساتھ ایک قسم کی رعایت ہے۔

شفعہ میں مسلم وغیر مسلم میں تفریق نہیں | شفیع کے لئے مسلمان ہونا شرط نہیں۔ ذمی آپس میں اور مسلمانوں کے خلاف مدعی شفعہ ہو سکتے ہیں۔ یہ حق ہندو کو بھی حاصل ہوتا ہے بشرطیکہ اس کا ادعا حسب احکام شرعی کیا جائے۔

چنانچہ ازروئے شرع اگرچہ مشتری ہندو ہو مسلمان شفیع کو حق حاصل ہے اور اس پر شرعی احکام کا اطلاق ہوگا۔
(ابن عابدین (۱۲۵۲ھ) رد المحتار- مصر مطبعۃ السعادہ ۱۳۲۴ھ جلد ۵ ص ۲۱۹)

عورت، نابالغ، مجنون سب مستحق شفعہ ہو سکتے ہیں۔حنفیہ، مالکیہ، شافعیہ، جعفریہ اور ظاہریہ کے نزدیک حق شفعہ مسلم اور غیر مسلم دونوں کے لئے ہے۔مگر امام احمد بن حنبل یہ حق ایک غیر مسلم کے لئے بہ مقابلے ایک مسلم کے قبول نہیں کرتے۔

غایہ کے حوالے سے" الدرالمختار" میں لکھا ہے کہ مرتد کو حق شفعہ نہیں ہے (ابن عابدین ۱۲۵۲ھ ج ۵- مصر دار الکتب العربیۃ الکبری ج ۵ ص ۱۷۰) اصلاً یہ حق مسلمانوں کو شفعہ کے ایک شرعی قانون ہونے کی حیثیت سے ملا۔لیکن غیر منقسم ہندوستان کے بعض صوبوں اور ریاستوں میں مسلمانوں کا یہ شرعی قانون " ایکٹ" کی صورت میں نافذ قرار دیا گیا۔اور اس کا اطلاق ہر مسلم و غیر مسلم پر یکساں طور پر ہونے لگا۔

بمقدمہ اللہ بخش بنام جانو مندرجہ پی ایل ڈی ۱۹۶۲ء کراچی- صہ ۳۱۷ بہ اجلاس متفقہ فاضل ججان جسٹس مسعود احمد و جسٹس وحید الدین احمد نے قرار دیا کہ مغربی پاکستان کے جن حصوں میں شفعہ کا کوئی قانون موضوعہ (STATUTE LAW) موجود نہیں ان حصوں میں مسلمانوں کا قانون شفعہ صرف مسلمانوں پہ لاگو ہوگا۔نیز یہ کہ حق شفعہ شخصی حق نہیں ہے بلکہ وہ ملکیت جائیداد کے سبب حاصل ہوتا ہے۔

حق ترجیح و ترتیب شفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" الشریک احق من الخلیط والخلیط احق من الشفیع" یعنی شریک زیادہ حقدار ہے خلیط سے۔اور خلیط احق ہے شفیع سے۔شریک سے مراد شریک ذات بیع ہے اور خلیط سے مراد شریک حق بیع ہے۔اور شفیع سے مراد جار ملاصق (پڑوسی جس کا مکان مشفوعہ سے ملا ہوا ہو) ہے۔اور ازروئے شرع اسلام، اصول یہ ہے کہ ایک سے زیادہ شفیع ہونے کی صورت میں ترجیح اسے دی جانی چاہئے جس کا دعویٰ بلحاظ تعلق قربت قوی تر ہو۔اس لحاظ سے شریک جائیداد کو اس شخص پر ترجیح حاصل ہے جو صرف حقوق میں شریک ہو اور حقوق کے شریک کو جار ملاصق پر حق ترجیح حاصل ہے۔ازروئے شرع اسلام ایک شفیع خلیط کو محض اس وجہ سے شریک بیع پر حق ترجیح حاصل نہیں ہو سکتا۔کہ اول الذکر شفیع جوار یعنی ہمسائیگی کے سبب بھی شفعہ کا مستحق ہے۔

پاکستانی قانون پاکستان میں نافذ الوقت قوانین شفعہ پنجاب و سرحد ۱۹۱۳ء و ۱۹۵۰ء کے تحت استحقاق کے لحاظ سے شفعاء کے جو درجات مقرر کئے گئے ہیں وہ اسلامی قانون شفعہ کے مغائر اور مخالف ہیں۔

حق شفعہ کے بارے میں قوانین رائج الوقت اور شریعت اسلام کے تقابلی مطالعے سے جو بات سامنے آتی ہے وہ یہ ہے کہ اسلامی قانون غیر منقولہ شہری جائدادوں اور زرعی اراضی و دیہی جائدادوں کے درمیان

حق شفعہ کے اسباب اور استحقاق کے لحاظ سے کوئی تفریق اور امتیاز نہیں کرتا۔ جب کہ پنجاب و سرحد میں نافذ الوقت قوانین کے تحت ان دونوں قسم کی جائدادوں میں فرق روا رکھا گیا ہے۔ چنانچہ قانون رائج الوقت کے تحت زرعی اراضی اور دیہی جائدادوں کے سلسلے میں متوفیٰ ورثا کو حق شفعہ دیا گیا ہے۔ جس کی کوئی نظیر (PRECEDENT) شریعت اسلام میں موجود نہیں۔ نیز شریک فی الخلیط کا لحاظ بھی زرعی اراضی اور دیہی جائدادوں کے سلسلے میں موجود نہیں پایا جاتا۔ مگر متوفیٰ ورثا کو حق شفعہ دینا بالکل نئی چیز ہے جس کی کوئی مثال شریعت اسلام میں نہیں ملتی۔

طلب شفعہ | اسلامی قانون شفعہ میں "طلب" اور اس کے قواعد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ چنانچہ شفعہ کی اطلاع ہوتے ہی شفیع کا فی الفور بیع کو اپنے شفعہ میں طلب کرنا اور کہنا کہ میں شفعہ کروں گا۔ طلب مواثبت کہلاتا ہے۔ بعد ازاں بعجلت ممکنہ بائع یا مشتری یا مبیعہ کے پاس جاکر معہ دو گواہوں کے طلب شفعہ کرنا "طلب اشہاد" کہلاتا ہے اور طلب مواثبت و طلب اشہاد کے بعد عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کو طلب خصومت کہا جاتا ہے۔ (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو مؤلف ہذا کی کتاب مجموعہ قوانین اسلام جلد ششم)

"طلب" کے احکام "شرعی شفعہ" میں نافذ ہوتے ہیں۔ اگر شفیع کا حق بر بنائے رسم و رواج یا قانون موضوعہ پیدا ہوا ہے تو طلب مواثبت یا اشہاد کے احکام کا اطلاق نہ ہوگا۔ الّا یہ کہ خود قانون میں اس کی صراحت موجود ہو۔ چنانچہ پنجاب و سرحد کے نافذ الوقت قوانین شرعی احکام کے تحت طلب مواثبت اور طلب اشہاد وغیرہ کی ضرورت سے بے نیاز ہیں۔

شفیع قانونی کی موت | صوبہ پنجاب و سرحد میں قانون رائج الوقت کے بموجب حق شفعہ قانونی جو بر بنائے رسم و رواج متعلق جائداد کسی فریق کو پیدا ہوا ہو وہ انتقال جائداد کے ساتھ قائم مقام حقیقت پر منتقل ہو جاتا ہے۔ لہذا قائم مقام کو بالذات بحیثیت قائم مقام حق شفعہ قانونی پیدا ہوتا ہے (آئی۔ ایل۔ آر الہ آباد ج ۳۱ ص ۶۴۳)

اس کے برخلاف احناف کے نزدیک اگر شفیع طلب شفعہ سے قبل یا بعد مگر صدور ڈگری سے قبل ہو جائے تو حق شفعہ باطل ہو جائے گا۔ اگر صدور ڈگری کے بعد مرے تو حق شفعہ باطل نہ ہوگا۔ سقوط حق کی وجہ یہ ہے کہ حق شفعہ عبارت ہے مجرد حق تملیک بلا ملک سے۔ اور یہ حق صاحب حق کے مرجانے کے بعد باقی نہیں رہتا۔ اس لئے قابل توریث نہیں ہے۔ امام شافعی کو اس سے اختلاف ہے۔ ان کے نزدیک حق شفعہ قابل ارث ہے۔

سقوط حق شفعہ کی وجہ یہ ہے کہ شفعہ کی ایک صریح شرط یہ ہے کہ جس جائداد کے سبب حق شفعہ حاصل ہوتا ہے بوقت بیع جائداد مشفوعہ شفیع کو اس کا مالک ہونا چاہیئے۔ ورثا شفیع متوفی اس شرط کی تکمیل نہیں کرتے کیونکہ بوقت بیع وہ اس جائداد کے مالک نہ تھے بلکہ شخص متوفی مالک تھا۔ شفعہ کی دوسری شرط یہ ہے کہ بوقت صدور ڈگری بھی شفیع کو اس جائداد کا مالک ہونا چاہیئے جس کے سبب سے حق شفعہ حاصل ہوا ہے۔ شفیع کے انتقال کی وجہ

اس کی ملکیت اس جائداد میں زائل ہو جاتی ہے۔ اس لئے اس دوسری شرط کی تکمیل بھی نہیں ہوتی۔ نتیجہ یہ ہے کہ شفعہ
فی اور ورثا دونوں کے حق میں بوقت صدور ڈگری بوجہ عدم تکمیل شرائط مذکورہ ثابت نہیں ہوتا۔

راقم الحروف کے نزدیک حق شفعہ کو قابل ارث قرار دیا جانا چاہیئے۔ کیونکہ بالآخر اس کا سبب "ملک" ہے جو
کو حاصل ہے۔ نیز یہ کہ یہ حق ملک جائداد کے ساتھ قائم ہے جو ورثا کو مورث کی وفات پر ان کی طرف از روئے
ان میراث بلا توقف منتقل ہوا ہے (تفصیلی بحث کے لئے ملاحظہ ہو موجودہ قوانین اسلام جلد پنجم باب ۳۲۔
" حقوق "

پاکستان میں حق شفعہ ہندوستان میں مغلیہ دور حکومت سے قبل ماسوائے پنجاب کے شفعہ کے نام سے کوئی
مانہ تھا اس کی ابتدا صرف مسلمانوں نے کی دیہی اور شہری جائداد کے متعلق ہوئی۔ البتہ پنجاب کی عدالتوں نے
رعی اراضی اور دیہی جائداد غیر منقولہ کے متعلق ایک قبائلی آئین قرار دیا ہے۔ جس کی بنیاد مقامی رسم و رواج پر ہے
یہاں یہ وضاحت کرنا غالباً ضروری ہے کہ موجودہ قانون رواج کو حق شفعہ کی بنیاد کے طور پر تسلیم کرتا ہے جبکہ
لیت اسلام میں شفعہ کا وجود رواج کا محتاج نہیں بلکہ وہ ایک ایسا حق ہے جو شریعت عطا کرتی ہے ؛

اشاعت قرآن ۔ بقیہ از ص ۲۱

یا اللہ تو اپنے فضل و کرم سے ان تمام بزرگوں اور بھائیوں اور سب کو اے اللہ دنیوی اُخروی مقاصد میں
یابی عطا فرما۔ درجوں کو بلند کر دے۔ دارین کی سربلندی ہے۔ ہر کام کی طرف جب بڑھیں تو اس میں کامیابی
دین کی بھلائی ہو۔ تمام بیماروں کو اللہ جل جلالہ شفا عطا فرما۔ جو شہدا ہیں اللہ تبارک و تعالیٰ ان کے درجوں کو
رما دے۔ جو کفاروں سے لڑ رہے ہیں۔ تو اللہ ان مجاہدین کی امداد فرما۔

اللھم شتت شمل الکفار۔ اللھم شتت شمل الکفار۔ اللھم دمر دیار الکفار۔ اللھم دمر دیار الکفار۔ اللھم انصر
لمین والمسلمات۔ یا اللہ تو مسلمانوں کی امداد فرما۔ اے اللہ تو ہماری مشکلوں کو حل فرما۔ اے اللہ تو ہماری مشکلوں
فرما۔ اے اللہ اس دارالعلوم حقانیہ عثمانیہ کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی عطا فرما۔ اور تمام اراکین اور معاونین اور
سلمان، اللہ سب کے درجوں کو بلند کر۔ سب کے مقاصد پورا فرما دے۔ سب کو اللہ پاک دین کی خدمت کی توفیق
رما دے۔ اللہ جل شانہ اس کو عظیم الشان دارالعلوم بنا دے۔ آمین

اور تمام صاحبوں کے جتنے مقاصد ہیں۔ اللہ پورے فرمائے۔ آپ گرمی میں تشریف لائے ہیں۔ ایک قدم کے
ہر ایک گناہ معاف ہو جاتا ہے۔ اور ایک نیکی عمل نامے میں لکھی جاتی ہے۔ تو ہزار قدم اگر آپ نے لئے ہیں۔ تو
ناہ معاف ہوں گے۔ ہزار نیکیاں ملیں گی۔ اللہ ہمیں بھی عطا فرمائے۔ آمین۔ اور آپ کو بھی۔ آپ نے جو قرآن شریف
شی کی تقریب میں شمولیت کی۔ یہ اللہ ہمارے لئے اور آپ کے لئے ذریعہ نجات بنائے۔ آمین یا الہ العالمین